Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Shari'ah Status of Dropshipping: A Jurisprudential and Analytical Study of Contemporary Fatwas

ڈراپ شپنگ کی شرعی حیثیت: عصری فتاویٰ کا فقہی و تجزیاتی مطالعہ

Khaleel Ur Rahman
PhD Islamic Studies Scholar, Department of Islamic Studies,
HITEC University Taxila Cantt, Punjab, Pakistan.
Dr. Jawaad Haseeb
Lecturer, Deparrtment of Islamic Studies,
HITEC University Taxila, Cantt, Punjab, Pakistan.

Abstract
In the modern era, the methods of trade and commerce have undergone remarkable transformations. The rise of the digital economy and online marketplaces has introduced new business models that demand renewed juristic evaluation. One of the most prominent among these is Drop Shipping, which has rapidly gained popularity in the global e-commerce industry. In this model, the seller markets and sells goods that are not in his actual possession or ownership; instead, upon receiving an order from the buyer, the seller purchases the product from a third-party supplier who directly ships it to the buyer.

This business arrangement raises several significant questions in Islamic jurisprudence: Is it permissible to sell goods that the seller neither owns nor possesses? Can digital confirmation or constructive delivery be considered a valid qabḍ (possession) under Shariah? In response to such questions, contemporary juristic bodies and Dar al-Ifta institutions have issued various fatwas some deeming drop shipping impermissible due to the absence of ownership and possession, while others allowing it under specific contractual conditions.

This article presents a jurisprudential and analytical study of these contemporary fatwas, aiming to examine drop shipping in light of Islamic principles of sale, particularly focusing on ownership (milkiyyah), possession (qabḍ), and liability (ḍamān). The research seeks to clarify the Shariah ruling of this emerging trade model within the framework of modern digital commerce.

Keywords: *Drop Shipping, Islamic Jurisprudence, Ownership, Possession, Liability, Contemporary Fatwas, Online Trade*

سوالاتِ تحقیق اور ان کی اہمیت:

دورِ حاضر میں تجارت کے میدان نے بے پناہ تغیرات دیکھے ہیں۔ڈیجیٹل ٹیکنالوجی، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے پھیلاؤ نے خرید وفروخت کے روایتی طریقوں کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے۔وہ تجارت جو کبھی بازاروں، دکانوں اور جسمانی اشیاء کے تبادلے تک محدود تھی، اب ایک عالمی اور مجازی (Virtual) صورت اختیار کر چکی ہے۔اس ڈیجیٹل انقلاب نے نہ صرف معیشت کی ساخت بدلی ہے بلکہ فقہی و شرعی لحاظ سے کئی نئے سوالات بھی پیدا کیے ہیں۔انہی میں سے ایک اہم اور زیرِ بحث تجارتی صورت "ڈراپ شپنگ "ہے، جو ای کامرس کی دنیا میں تیزی سے رواج پا رہی ہے۔ڈراپ شپنگ دراصل آن لائن کاروبار کی ایک ایسی صورت ہے جس میں بیچنے والا (Seller) سامان اپنے پاس نہیں رکھتا، بلکہ خریدار کا آرڈر موصول ہونے پر وہ سامان کسی تیسرے فریق (Supplier) سے خرید کر براہِ راست خریدار تک پہنچا دیتا ہے۔اس طریقہ کار میں فروخت کنندہ ایک درمیانی کردار ادا کرتا ہے، جو بظاہر "بیچنے والا" کہلاتا ہے، مگر حقیقت میں وہ سامان کا مالک یا قابض نہیں ہوتا۔یہی وہ پہلو ہے جس نے فقہی حلقوں میں اس کے شرعی جواز یا عدمِ جواز پر علمی بحث کو جنم دیا ہے۔جب ڈراپ شپنگ کے موجودہ نظام کو ان فقہی اصولوں کے ساتھ پرکھا جاتا ہے تو متعدد سوالات سامنے آتے ہیں:

کیا بیچنے والے کو ایسا سامان بیچنے کی اجازت ہے جس کا وہ مالک نہیں؟

کیا آن لائن آرڈر اور ڈیجیٹل رسید کو "قبضۂ حکمی (Constructive Possession) "کے مترادف سمجھا جا سکتا ہے؟

اور کیا ڈراپ شپنگ کو بیع سلم یا بیع استصناع کے ذیل میں شامل کیا جا سکتا ہے؟

یہ سوالات صرف فقہی سطح پر نہیں بلکہ عملی زندگی میں بھی بڑی اہمیت کے حامل ہیں، کیونکہ لاکھوں مسلمان نوجوان اب آن لائن تجارت سے وابستہ ہیں اور ڈراپ شپنگ ان کے لیے آمدنی کا مؤثر ذریعہ بن چکی ہے۔تاہم اگر اس میں شرعی قباحت یا ناجائز عنصر شامل ہو تو ان کی معیشت اور اخلاقی ذمہ داری دونوں متاثر ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ عصرِ حاضر کے فقہی اداروں، مفتیانِ کرام اور فقہاء نے ڈراپ شپنگ کے ماڈل کا تفصیلی جائزہ لیا ہے اور اس پر مختلف زاویوں سے فتاویٰ صادر کیے ہیں۔

بعض فقہی آراء کے نزدیک چونکہ بیچنے والا مال کا حقیقی مالک نہیں ہوتا، اس لیے یہ بیع مالا یملک کے زمرے میں آتی ہے، جو ناجائز ہے؛ جبکہ بعض معاصر اہلِ علم کا موقف ہے کہ چونکہ ڈراپ شپنگ میں خریدار کی رضامندی، قیمت کی تعیین، اور سپلائر کے ذریعے قبضہ کی منتقلی واضح ہوتی ہے، لہٰذا اسے بیع استصناع یا بیع سلم کے قریب قرار دیا جا سکتا ہے۔یہی اختلافِ نظر اس موضوع کو تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ کے لائق بناتا ہے۔اس تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ ڈراپ شپنگ کے موجودہ طریقِ کار کو اسلامی اصولِ بیع کی روشنی میں پرکھا جائے، اس کے متعلق جاری شدہ عصری فتاویٰ کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے، اور دیکھا جائے کہ فقہائے کرام نے اس نئے تجارتی رجحان کو کس زاویے سے سمجھا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ یہ تحقیق یہ بھی واضح کرے گی کہ آیا ڈراپ شپنگ کے نظام میں موجود بعض شرعی قباحتوں کو اصلاح و تطبیق کے ذریعے قابلِ عمل اسلامی شکل میں ڈھالا جا سکتا ہے یا نہیں۔یوں یہ مقالہ فقہی و عملی دونوں سطحوں پر ایک اہم معاصر ضرورت کو پورا کرے گا، کیونکہ ڈیجیٹل معیشت کی تیز رفتار ترقی کے ساتھ اسلامی فقہ کو نئے تجارتی ماڈلز کے لیے رہنمائی فراہم کرنا وقت کی ایک ناگزیر علمی ضرورت بن چکا ہے۔

تحقیق کی ضرورت و اہمیت

دورِ حاضر میں تجارت کے میدان میں ہونے والی تیز رفتار تبدیلیوں نے فقہی و شرعی رہنمائی کی نئی ضرورتیں پیدا کر دی ہیں۔ڈیجیٹل معیشت کے فروغ اور ای کامرس کے عام ہونے سے خرید و فروخت کی روایتی شکلیں بدل کر ایسے نئے ماڈلز سامنے آئے ہیں جن پر قدیم فقہی ذخیرے

میں براہِ راست مثالیں نہیں ملتیں۔ ان میں ڈراپ شپنگ کا تجارتی ماڈل اپنی نوعیت کے اعتبار سے خاص طور پر اہم ہے، کیونکہ یہ بیع کے روایتی اصول، یعنی ملکیت، قبضہ، ضمان اور بیع مالا یملک جیسے بنیادی فقہی تصورات سے براہِ راست تعلق رکھتا ہے۔

فقہی اعتبار سے یہ ماڈل کئی اہم سوالات کو جنم دیتا ہے: کیا بیچنے والا کسی ایسی چیز کی بیع کر سکتا ہے جو فی الحال اس کی ملکیت میں نہیں؟ کیا آن لائن ادائیگی اور ڈیجیٹل تصدیق کو "قبضہ ٔحکمی" کے مترادف قرار دیا جا سکتا ہے؟ اور کیا یہ بیع سلم یا استصناع کی کسی شاخ سے مشابہت رکھتی ہے؟ ان سوالات کا جواب صرف تجارتی عمل کی درستگی کے لیے ہی نہیں بلکہ جدید معیشت میں شرعی اصولوں کی تطبیق کے لیے بھی ضروری ہے۔ مزید بر آں، مسلم دنیا میں لاکھوں نوجوان آج آن لائن کاروبار سے وابستہ ہیں اور ڈراپ شپنگ ان کے لیے کم سرمائے میں کاروبار شروع کرنے کا مؤثر ذریعہ بن چکا ہے۔ اگر اس ماڈل کی شرعی حیثیت واضح نہ کی جائے تو مسلمان تاجر لاعلمی میں حرام یا مشتبہ معاملات میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ دوسری جانب، اگر اس کے اندر موجود جائز پہلوؤں کو فقہی بنیادوں پر منضبط کیا جائے تو یہ نہ صرف ایک اسلامی تجارتی متبادل کے طور پر سامنے آ سکتا ہے بلکہ حلال معیشت کے فروغ میں بھی کردار ادا کر سکتا ہے۔ اسی پس منظر میں اس موضوع پر تحقیق کی ضرورت دوہری اہمیت رکھتی ہے: اولاً، یہ فقہ اسلامی کے اجتہادی پہلو کو تقویت دیتی ہے، جس کے ذریعے عصرِ حاضر کے نئے تجارتی ماڈلز کو شریعت کے دائرے میں سمجھنے اور منضبط کرنے کا موقع ملتا ہے۔ ثانیاً، یہ تحقیق عملی سطح پر ان تمام افراد کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے جو آن لائن کاروبار سے وابستہ ہیں اور شرعی طور پر درست راہ اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ یوں یہ مطالعہ محض فقہی بحث نہیں بلکہ معاشی رہنمائی اور اسلامی اصولِ تجارت کی جدید تطبیق کا ایک علمی و عملی تقاضا ہے، جو فقہی بصیرت اور عصری شعور کے امتزاج سے ایک متوازن رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔

ای کامرس میں نئے تجارتی ماڈلز (جیسے ڈراپ شپنگ) کا ظہور

گزشتہ دو دہائیوں میں دنیا کی معیشت ایک نئے مرحلے میں داخل ہوئی ہے جسے ماہرین ڈیجیٹل معیشت (Digital Economy) کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس نظام میں تجارت کے روایتی ذرائع، مثلاً دکان، گودام، ذخیرہ اور جسمانی خرید و فروخت کی جگہ، بتدریج آن لائن پلیٹ فارمز نے لے لی ہے۔ انٹرنیٹ، موبائل ایپس، اور الیکٹرانک ادائیگی کے نظام نے خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان فاصلے مٹا دیے ہیں، نتیجتاً تجارت ایک ورچوئل اسپیس (Virtual Space) میں منتقل ہو چکی ہے۔[i]

اسی ڈیجیٹل انقلاب کے نتیجے میں ای کامرس کے مختلف ماڈلز سامنے آئے ہیں، جن میں B2B (Business to Business)، B2C (Business to Consumer)، C2C (Consumer to Consumer) اور C2B (Consumer to Business) جیسے ماڈلز بنیادی حیثیت رکھتے ہیں[ii]۔ ان ماڈلز نے خرید و فروخت کے وہ نئے راستے پیدا کیے ہیں جن میں سامان، ادائیگی اور ترسیل کے مراحل مکمل طور پر الیکٹرانک ذرائع سے انجام پاتے ہیں۔ ان ہی ماڈلز میں ایک نمایاں اور منفرد شکل "ڈراپ شپنگ " کے نام سے سامنے آئی ہے، جو کم سرمائے اور کم خطرے کے باعث عالمی سطح پر بے حد مقبول ہو رہی ہے۔ ڈراپ شپنگ کے ماڈل میں بیچنے والا (Seller) کسی مخصوص مصنوعات کی تشہیر اور فروخت تو کرتا ہے، مگر وہ مال اپنے قبضے یا ملکیت میں نہیں رکھتا۔ خریدار کا آرڈر موصول ہونے کے بعد وہ کسی تیسرے فریق یعنی سپلائر (Supplier) سے وہی شے خرید کر براہِ راست خریدار کو بھجوا دیتا ہے۔ اس طرح بیچنے والا محض ایک واسطہ (Intermediary) یا ڈیجیٹل تاجر کا کردار ادا کرتا ہے، جو بظاہر بیع کا فریق تو ہوتا ہے مگر ملکیت اور قبضہ کے لحاظ سے ایک منفرد نوعیت اختیار کر لیتا ہے۔

یہ طرزِ تجارت اپنی ساخت میں اس قدر مختلف ہے کہ فقہی نقطۂ نظر سے اسے کسی ایک قدیم بیع کی قسم کے ساتھ مکمل طور پر منطبق نہیں کیا جا سکتا۔ یہ نہ تو خالصتاً بیع سلم ہے، نہ بیع استصناع، بلکہ ان دونوں سے بعض پہلوؤں میں مشابہت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام نے اس ماڈل کے مختلف اجزاء کو الگ الگ فقہی اصولوں کے ساتھ پرکھنے کی کوشش کی ہے۔ عصرِ حاضر میں Amazon، eBay، AliExpress

اور Shopify جیسے پلیٹ فارمز نے ڈراپ شپنگ کو عالمی تجارت کا مرکزی رجحان بنا دیا ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق دنیا بھر میں اربوں ڈالر کا کاروبار اب اس طریقہ کار کے ذریعے انجام پا رہا ہے۔ پاکستان، ترکی، مصر اور ملائشیا جیسے مسلم اکثریتی ممالک میں بھی نوجوان طبقہ اس ماڈل کے ذریعے اپنی معاشی سرگرمیاں بڑھا رہا ہے۔ تاہم اس کے ساتھ ہی شرعی رہنمائی کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے، کیونکہ اس تجارت میں ملکیت، ضمان، نفع، اور قبضہ جیسے اصول مختلف نوعیت اختیار کر لیتے ہیں[iii]۔

یوں ای کامرس میں ڈراپ شپنگ کا ظہور محض ایک معاشی پیش رفت نہیں بلکہ فقہی اجتہاد اور شرعی تطبیق کا ایک نیا میدان بھی ہے، جس میں فقہ اسلامی کو اپنے اصولوں کی روشنی میں نئے امکانات پیدا کرنے کا موقع میسر آتا ہے۔ اس تناظر میں موجودہ تحقیق ڈراپ شپنگ کو بطور ایک جدید تجارتی ماڈل سمجھنے اور اس کی شرعی حیثیت متعین کرنے کی ایک سنجیدہ علمی کوشش ہے۔

ڈراپ شپنگ کا تعارف اور طریقہ کار

عصرِ حاضر کی ڈیجیٹل معیشت میں "ڈراپ شپنگ" ایک نہایت مقبول اور جدید تجارتی ماڈل کے طور پر سامنے آیا ہے جس نے عالمی سطح پر خرید و فروخت کے روایتی تصورات کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ ڈراپ شپنگ دراصل ایسا کاروباری ماڈل ہے جس میں بیچنے والا (Seller) کسی بھی مال کا مالک یا ذخیرہ دار (Stockholder) نہیں ہوتا، بلکہ وہ محض ایک آن لائن پلیٹ فارم یا ویب اسٹور کے ذریعے مصنوعات (Products) کی تشہیر اور فروخت کا کام انجام دیتا ہے۔ جب خریدار (Customer) کسی شے کا آرڈر دیتا ہے تو بیچنے والا وہی چیز تیسرے فریق یعنی سپلائر یا مینوفیکچرر (Supplier/Manufacturer) سے منگوا کر براہِ راست خریدار کے پتے پر بھجوا دیتا ہے۔ یوں بیچنے والا خود کسی چیز کو اپنے قبضے میں لائے بغیر محض ثالثی کردار ادا کرتا ہے اور اپنی مقرر کردہ قیمت میں فرق سے منافع حاصل کرتا ہے۔ اس ماڈل میں تین بنیادی فریق ہوتے ہیں:

1. سپلائر یا پروڈیوسر جو مصنوعات تیار یا فراہم کرتا ہے۔
2. بیچنے والا یا ری سیلر جو آن لائن پلیٹ فارم کے ذریعے ان مصنوعات کو پیش کرتا ہے۔
3. خریدار جو آرڈر کے ذریعے مطلوبہ شے خریدتا ہے۔[iv]

روایتی تجارت میں بیچنے والے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ مال کو پہلے خریدے، اس پر قبضہ حاصل کرے، پھر فروخت کرے۔ اس کے برعکس ڈراپ شپنگ میں بیچنے والا نہ تو مال کا مالک ہوتا ہے، نہ اس پر عملی قبضہ رکھتا ہے، بلکہ خریدار اور سپلائر کے درمیان ایک رابطہ کار کے طور پر کام کرتا ہے۔ یہی پہلو فقہی نقطۂ نظر سے اس ماڈل کو متنازع بناتا ہے کیونکہ شریعت میں بغیر ملکیت یا قبضہ کے فروخت بعض شرائط کے بغیر درست نہیں۔

عالمی سطح پر ڈراپ شپنگ تیزی سے فروغ پا رہا ہے۔ Amazon، Shopify، eBay، AliExpress اور WooCommerce جیسے بڑے پلیٹ فارمز نے اس نظام کو آسان بنا کر لاکھوں تاجروں کے لیے مواقع فراہم کیے ہیں۔ امریکہ، یورپ اور مشرقِ بعید میں ہزاروں چھوٹے کاروبار اسی ماڈل کے ذریعے کامیابی سے چل رہے ہیں۔[v] پاکستان اور مسلم دنیا میں بھی یہ رجحان اب تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ نوجوان نسل، خصوصاً فری لانسنگ اور ای کامرس کے میدان سے وابستہ افراد، کم سرمایہ کے ساتھ آن لائن کاروبار شروع کرنے کے لیے ڈراپ شپنگ کو ایک موزوں ذریعہ سمجھتے ہیں[vi]۔ تاہم اسلامی فقہ کی رو سے یہ طرزِ تجارت متعدد شرعی سوالات کو جنم دیتا ہے جیسے قبضہ، ملکیت، ضمان اور بیع مالا یملک کی حرمت جن کی بنیاد پر اس ماڈل کی شرعی حیثیت پر مختلف معاصر فتاویٰ صادر ہوئے ہیں۔ انہی فتاویٰ کا تجزیاتی مطالعہ اس تحقیق کا مرکزی محور ہے۔

ڈراپ شپنگ کا فقہی پس منظر

اسلامی شریعت میں بیع ایک ایسا عقد ہے جو ملکیت کی منتقلی پر مبنی ہوتا ہے، اور جس کے ذریعے کسی مال کو عوض کے بدلے خرید ایا بیچا جاتا ہے۔ فقہائے کرام نے بیع کے لیے کچھ بنیادی ارکان اور شرائط مقرر کیے ہیں جن کے بغیر عقدِ بیع صحیح قرار نہیں پاتا۔ بیع کے ارکان میں عاقدین (فریقین)، صیغہ (ایجاب و قبول)، اور مبیع و ثمن شامل ہیں، جبکہ اس کے لیے لازم شرائط میں عاقدین کا عاقل و بالغ ہونا، مبیع کا قابلِ ملکیت ہونا، ثمن کا معلوم ہونا، اور عقد میں غرر، جہالت یا دھوکے کا نہ ہونا شامل ہے[vii]۔ ان اصولی بنیادوں پر فقہی طور پر کسی بھی نئے تجارتی ماڈل، مثلاً ڈراپ شپنگ، کی صحت یا عدم صحت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اسلامی فقہ میں بیع کے ساتھ تین اہم اصولی تصورات جڑے ہوئے ہیں: ملکیت (Ownership/ملک)، قبضہ (Possession/قبض) اور ضمان (Liability/ضمان) ان میں سے ہر ایک اصول ڈراپ شپنگ جیسے غیر روایتی ماڈلز میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

- ملکیت کا اصول یہ تقاضا کرتا ہے کہ فروخت کرنے والا چیز کا مالک ہو، کیونکہ بغیر ملکیت کے بیع کو فقہاء نے "بیع مالا یملک" کے زمرے میں قرار دیا ہے، جو نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق ناجائز ہے:
  "لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ"[viii] جو چیز تمہارے پاس نہیں، اسے فروخت نہ کرو۔"
- قبضہ کا مطلب ہے کہ فروخت سے پہلے بیچنے والا مال پر حقیقی یا حکمی تسلط حاصل کرے۔ محض وعدہ یا آرڈر دینا قبضہ نہیں کہلاتا، جب تک کہ مال بیچنے والے کے تصرف میں نہ آجائے۔
- ضمان کا اصول یہ بیان کرتا ہے کہ جب تک مال بیچنے والے کے قبضے میں ہے، اس کا نقصان اسی کے ذمے ہے، اور فروخت کے بعد یہ ضمان خریدار پر منتقل ہوتا ہے، یہ اصول رسول اللہ ﷺ کی حدیث: الخَرَاجُ بِالضَّمَانِ" سے لیا گیا ہے[ix]۔

ڈراپ شپنگ میں چونکہ بیچنے والا نہ مالک ہوتا ہے، نہ اس کے قبضے میں مال آتا ہے، لہٰذا یہ تینوں فقہی اصول ایک خاص زاویے سے متاثر ہوتے ہیں، اور یہی اس کی شرعی حیثیت پر بحث کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ اگر ہم ڈراپ شپنگ کا تقابل فقہ میں موجود معروف بیوع جیسے بیع سلم، بیع استصناع، اور وکالتی بیع سے کریں تو کئی مماثلتیں اور فرق نمایاں ہوتے ہیں۔ بیع سلم میں بائع ایسی چیز فروخت کرتا ہے جو اس کے پاس فی الحال موجود نہیں، مگر ثمن پیشگی ادا کر دیا جاتا ہے اور مبیع کی مکمل تفصیلات طے ہوتی ہیں۔ اس میں شریعت نے ایک خاص استثناء کے طور پر اجازت دی ہے۔ بیع استصناع میں خریدار کسی چیز کی تیاری کا آرڈر دیتا ہے، جو کاریگر یا صنعت کار تیار کر کے دیتا ہے؛ یہ بیع ڈراپ شپنگ کے ماڈل سے جزوی مشابہت رکھتی ہے۔ تاہم ان دونوں بیوع میں بائع کی ذمہ داری، ضمان اور تیاری کی شرط شامل ہوتی ہے، جو ڈراپ شپنگ میں عموماً موجود نہیں۔ اسی طرح وکالتی بیع میں اگر بیچنے والا سپلائر کا وکیل بن کر مال فروخت کرے اور نفع بطور اجرت حاصل کرے تو یہ جائز صورت بن سکتی ہے، بشرطیکہ عقدِ وکالت واضح اور شفاف ہو۔ کلاسیکی فقہی ذخیرے میں ایسے متعدد مسائل کی نظائر ملتی ہیں جہاں کسی نے ایسی چیز فروخت کی جو فی الحال اس کے قبضے میں نہ تھی، یا وہ تیسرے فریق سے منگوائی تھی۔ مثلاً امام شافعیؒ اور امام احمدؒ نے ایسے معاملات میں سختی برتی، جب کہ امام ابو حنیفہؒ نے بعض صورتوں میں حکمی قبضے اور تصرف کے امکان کو معتبر قرار دیا۔ اسی بنیاد پر عصرِ حاضر کے فقہاء ڈراپ شپنگ جیسے ماڈلز کے لیے فقہی اصولوں کو نئے تناظر میں پرکھنے کی کوشش کر رہے ہیں، تاکہ تجارت کی حلت کے ساتھ ساتھ شرعی احتیاط بھی قائم رہے۔

ڈراپ شپنگ سے متعلق معاصر فتاویٰ کا تجزیہ

1۔ عمومی رجحان: محتاط / منع کرنے والا موقف

کئی معاصر فقہی مراکز اور دارالافتا نے روایتی فقہی اصولِ بیع کے مطابق ڈراپ شپنگ کے موجودہ رائج طریقۂ کار کو غیر مناسب یا بالعموم ناجائز قرار دیا ہے، خاص طور پر جب فروخت کنندہ وہ چیز بیچ رہا ہو جو اس کی ملکیت یا قبضے میں نہ ہو۔ یہ موقف اس بنیاد پر ہے کہ شرعی بیع کے لیے

ملکیت یا قبضہ (یا قابلِ قبول حکمی قبضہ) کا ہونا ضروری ہے، اور اس شرط کے بغیر بیع غالباً «بیع مالا یملک» بن جاتی ہے جسے غیر جائز قرار دیا گیا۔ متعدد پاکستانی دارالافتاء اور مدارسِ دینیہ نے اسی دلیل کی بنا پر احتیاط یا منع کا فتویٰ صادر کیا ہے۔[x]

2۔ مشروط جواز

دوسری جانب کچھ معاصر فقہی جوابات نے حقیقتاً معاملہ کو قطعی طور پر حرام نہیں مانا بلکہ شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا: مثلاً اگر بیچنے والا واضح طور پر خریدار کو بتادے کہ مال اس کے پاس موجود نہیں، یا وہ بطورِ وکیل (وکیل بالشراء) سپلائر سے خرید کرنے کی صریح وکالت رکھتا ہو، یا اگر معاملے کو بیعِ سلم / بیع استصناع کی مشابہ صورت میں پیش کیا جائے جہاں تفصیلات، وقتِ تحویل اور قیمتیں واضح ہوں تو جواز ممکن ہے۔ اس قسم کی شرائط بعض دارالافتا اور شریعہ تحقیقاتی مراکز نے اصلاحی تجاویز دی ہیں جن میں ایجنسی ماڈل یا منافع تقسیم (profit-sharing) کو متبادل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

3۔ عمومی شرائط جو بعض مفتیانِ کرام نے تجویز کیں

معاصر فتاویٰ جات میں بعض عمومی احتیاطی شرائط متواتر ملتی ہیں جن کے پورا ہونے پر فتاویٰ میں نرمی دیکھی گئی:

- بیع کی مکمل اور صحیح تفصیل (تفصیلی مبیع کی وضاحت، قیمت، ترسیل کا انداز اور وقت) واضح طور پر ظاہر ہو۔
- خریدار کو قبل از وقت یا آرڈر کے وقت یہ معلوم ہو کہ مال بیچنے والے کے قبضے میں نہیں بلکہ سپلائر سے آئے گا (شفافیت اور رضامندی)۔
- اگر بیچنے والا بطورِ وکیل سفارشی /agent) وکیل (کام کرے اور معاوضہ بطور فیس لے تو یہ صورتیں قابلِ بحث اور بعض حالات میں جائز شمار کی گئیں۔[xi]

4۔ اختلافِ آراء کا محرک: فقہی دلائل اور عملی صورتِ حال

فقہی اختلاف کی جڑ بنیادی طور پر اس بات میں ہے کہ کلاسیکی فقہ میں قبضہ وملکیت کی کیا تعریف اور ضروریات تھیں، اور کیا جدید ڈیجیٹل / آن لائن صورتِ حال میں قبضہ ٔحکمی (constructive possession) یا سپلائر کی جانب سے دی گئی اجازت کو شریعت میں معتبر سمجھا جاسکتا ہے یا نہیں۔ بعض مفتیانِ کرام سختی سے یہ کہتے ہیں کہ اصل قاعدہ یہی ہے کہ جو چیز تمہارے پاس نہیں وہ بیچو مت (لا تبع ما لیس عندک)، اس لیے موجودہ ڈراپ شپنگ کے عام طریقے کو غیر جائز قرار دیا جاتا ہے؛ جبکہ بعض دیگر فقہی مراجع معاملے کی معروضی صورت، شفافیت اور متعلّق عقد کی نوعیت کو دیکھ کر محدود اجازت یا اصلاحی متبادل پیش کرتے ہیں۔

ڈراپ شپنگ سے متعلق معاصر فتاویٰ—تجزیاتی خلاصہ

1۔ عمومی رجحان: اکثریت کا محتاط / منعی موقف

بیش تر معاصر دارالافتا اور فقہی مراکز نے ڈراپ شپنگ کے عام رواج (جب فروخت کنندہ مال کی ملکیت یا قبضہ رکھتا ہی نہ ہو) کو محتاط یا منعی دیکھا ہے۔ اس موقف کی بنیاد کلاسیکی قاعدہ ہے: «لا تبع ما لیس عندک» —یعنی وہ چیز فروخت نہ کرو جو تمہارے پاس نہیں۔ اسی دلیل کی روشنی میں کہا جاتا ہے کہ بیع اس حالت میں «بیع مالا یملک» بن جاتی ہے اور عمومی طور پر جائز نہیں۔ یہ پوزیشن متعدد پاکستانی اور بین الاقوامی فتاویٰ میں واضح طور پر ملتی ہے۔

2۔ جواز کی شرائط

ایک واضح گروہ ایسا موقف اختیار کرتا ہے کہ ڈراپ شپنگ **شرائط وضوابط** کے ساتھ جائز ٹھہر سکتی ہے۔ ان شرائط میں شامل ہیں: خریدار کو پیشگی طور پر بتانا کہ مال بیچنے والے کے قبضے میں نہیں، بیع کو وکالت (agency) کے ذریعے منظم کرنا، یا اسے بیع سلم / استصناع کی مشابہ

صورت میں پیش کرنا (جہاں مبیع کی تفصیل، قیمت اور تحویل کے اصول واضح ہوں)۔ کچھ فقہی مراجع نے بالخصوص ایجنٹ / وکیل بن کر کام کرنے یا منفعتِ شراکت (profit-sharing) کی صورت کو جائز متبادل کے طور پر تسلیم کیا ہے۔ یہ نقطۂ نظر فتاویٰ جات میں موجود اصلاحی طریقِ کار کی نمائندگی کرتا ہے۔

3۔ شفافیت، رضامندی اور غرر کے مسائل

متعدد فتاویٰ پر زور دیا گیا کہ آن لائن تجارت میں دھوکہ، جہالت (غرر) اور ابہام کی موجودگی ممنوع ہے۔ اس بنا پر ڈراپ شپنگ کے قابلِ قبول نمونے وہ ہیں جن میں: مبیع کی کامل تفصیل، قیمت اور ترسیل کے انداز خریدار کو واضح ہوں، واپسی / ریٹرن پالیسی درج ہو، اور آرڈر دینے کے وقت خریدار کی رضامندی واضح ہو۔ ایسی شفافیت سے بعض مراجع نے رقوم کو پیشگی رقم (deposit) یا واسطے کے تحت رکھ کر معاملہ جائز قرار دینے کی راہ کھولی ہے۔

4۔ ڈیجیٹل قبضہ (Constructive/Legal Possession) کا سوال

بیش تر سخت موقف رکھنے والے مفتیان یہ دلیل مستر د کرتے ہیں کہ آن لائن آرڈر یا ڈیجیٹل رسید کو شرعاً قبضہ کے مترادف نہیں سمجھا جا سکتا، لہٰذا وہ بیع کو ملکیت یا قبضہ کی عدم موجودگی کی بنا پر درست نہیں مانتے۔ دوسری جانب کچھ مراجع و محققین اعتراف کرتے ہیں کہ جدید معاملات میں قبضۂ حکمی / حقوقی قبضہ کے تصوّر کو معیار قرار دے کر معاملہ کو حل کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ معاہدہ واضح، قابلِ عمل اور دھوکہ سے پاک ہو۔ اس اختلاف نے فتاویٰ میں متنوع نتائج کو جنم دیا ہے۔

فقہی و تجزیاتی مطالعہ

ڈراپ شپنگ کا تجزیہ اسلامی اصولِ بیع کے تحت کیا جائے تو اس کے جواز یا عدم جواز کا دار و مدار بنیادی فقہی اصولوں یعنی ملکیت (Ownership)، قبضہ (Possession)، اور ضمان (Liability) پر قائم ہے۔ اسلامی فقہ میں بیع کی صحت کے لیے لازم ہے کہ فروخت کنندہ اس چیز کا مالک ہو یا کم از کم اس کے ضمان کا ذمہ دار بنے۔ ڈراپ شپنگ کے روایتی طریقے میں بیچنے والا اکثر ایسی چیز فروخت کرتا ہے جو نہ اس کی ملکیت میں ہوتی ہے اور نہ ہی وہ اس کے نقصان یا ضیاع کا ضامن ہوتا ہے۔ یہی پہلو اسے فقہی لحاظ سے مشتبہ بناتا ہے، کیونکہ یہ بیعِ مالا یملک اور بیعِ قبل القبض کے اصولوں کے خلاف ہے۔ تاہم جدید فقہی مطالعے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اگر ڈراپ شپنگ میں بیچنے والا سپلائر کا وکیل (Agent) یا کمیشن ایجنٹ (Broker) کی حیثیت سے کام کرے، اور وہ واضح طور پر یہ ظاہر کرے کہ وہ صرف واسطہ (Intermediary) ہے، تو اس کی حیثیت بدل جاتی ہے۔ ایسی صورت میں وہ بیع نہیں بلکہ وکالتی تجارت انجام دیتا ہے، جو فقہی طور پر جائز ہے۔ مزید بر آں، اگر معاملہ بیعِ سلم یا استصناع کی طرز پر کیا جائے، یعنی خریدار پیشگی ادائیگی کرے اور سامان بعد میں تیار یا فراہم کیا جائے، تو شریعت کی روشنی میں یہ بھی درست صورت شمار ہوگی، بشرطیکہ تمام شرائط (قیمت، مدت، معیار) واضح ہوں۔

عصرِ حاضر میں ڈراپ شپنگ سے متعلق ایک اہم فقہی پہلو آن لائن ادائیگی، قبضۂ حکمی، اور ڈیجیٹل معاہدات کا ہے۔ فقہا نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ جدید دور میں ڈیجیٹل معاہدے، ای میل یا آن لائن فارم کے ذریعے کیے گئے بیع و شرا کے عقود شرعاً معتبر ہیں، بشرطیکہ ان میں رضامندی، وضاحت اور شفافیت پائی جائے۔ اسی طرح قبضۂ حکمی (Constructive Possession) یعنی وہ صورت جب خریدار کو مال پر شرعی تصرف کا حق حاصل ہو جائے، کو بھی معتبر قبضہ تسلیم کیا گیا ہے، خصوصاً آن لائن تجارت میں جہاں فزیکل قبضہ فوراً ممکن نہیں ہوتا۔ عصری ضرورت اور مصلحتِ عامہ کے لحاظ سے ڈراپ شپنگ ایک سہولت پر مبنی تجارتی ماڈل ہے، جو کم سرمایہ رکھنے والے افراد کو عالمی تجارت میں شمولیت کا موقع فراہم کرتا ہے۔ فقہی اعتبار سے جب کوئی تجارتی صورت عوامی ضرورت (حاجتِ عامہ) کے درجے کو پہنچ جائے اور اس میں کسی صریح ممانعت کا پہلو نہ ہو تو فقہا مصلحتِ عامہ کے اصول کے تحت اس کے لیے گنجائش فراہم کرتے ہیں۔ یہی اصول جدید فقہی

اجتہاد میں بھی کارفرما ہے۔ لہٰذا ڈراپ شپنگ کی شرعی حیثیت کو سمجھنے کے لیے محض اس کے ظاہری طریقہ کار پر نہیں بلکہ اس کے تطبیقی اصولوں اور فقہی بنیادوں پر غور ضروری ہے۔ اگر بیع کے تمام ارکان ایجاب و قبول، عوضین کی وضاحت، اور ضمان کی ذمہ داری واضح طور پر طے کیے جائیں، اور کسی قسم کا غرر، جہالت یا دھوکہ شامل نہ ہو، تو ڈراپ شپنگ کو شریعت کے دائرے میں لایا جا سکتا ہے۔ یہی نقطۂ توازن فقہی اجتہاد اور جدید معیشت کے درمیان تطبیق کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

نتائج وسفارشات

ڈراپ شپنگ کے فقہی و تجزیاتی مطالعے سے حاصل ہونے والے نتائج یہ واضح کرتے ہیں کہ یہ کاروباری ماڈل اگرچہ بظاہر جدید اور ڈیجیٹل نوعیت رکھتا ہے، تاہم اس کی بنیادیں انہی فقہی اصولوں پر استوار ہیں جنہیں اسلامی فقہ نے صدیوں قبل تجارت کے لیے وضع کیا تھا۔ بنیادی مسئلہ ملکیت (ملک المبیع)، قبضہ (القبض) اور ضمان (ذمہ داری) کا ہے۔ فقہی لحاظ سے ڈراپ شپنگ کا وہ طریقہ درست نہیں جس میں بیچنے والا کسی ایسی چیز کو فروخت کرے جو اس کی ملکیت یا ضمان میں نہ ہو، کیونکہ یہ بیع مالا یملک کے زمرے میں آتی ہے، جس پر واضح فقہی ممانعت موجود ہے۔ البتہ اگر بیچنے والا وکیل یا کمیشن ایجنٹ کے طور پر سپلائر کی طرف سے خریدار کے لیے آرڈر بک کرے، یا استصناع یا سلم کی طرز پر بیع کو منظم کیا جائے، تو اس میں شرعی جواز کی گنجائش نکل آتی ہے، بشرطیکہ تمام شرائط (جیسے قیمت، مدت، معیار، اور ذمہ داری) واضح طور پر متعین ہوں۔ اس طرح فقہی اصولوں کی پاسداری کے ساتھ ڈراپ شپنگ کو اسلامی تجارت کے دائرے میں لایا جا سکتا ہے۔

اہم نتائج:

1. ڈراپ شپنگ اپنی موجودہ تجارتی صورت میں براہِ راست فروخت (Direct Sale) کے بجائے وکالتی یا کمیشن پر مبنی تجارت کے زیادہ قریب ہے۔
2. بیع سے قبل ملکیت و قبضہ نہ ہونے کی صورت میں فروخت ناجائز ہوگی، الا یہ کہ بیچنے والا خریدار یا سپلائر کا وکیل بن جائے۔
3. فقہی لحاظ سے یہ کاروبار بیع مالا یملک اور بیعِ قبل القبض جیسے اصولی مسائل سے گہرا تعلق رکھتا ہے، لہٰذا ان پر عمل ضروری ہے۔
4. جدید فتاویٰ (دارالعلوم کراچی، مجمع الفقہ الاسلامی وغیرہ) نے اسی بنیاد پر اسے مشروط جواز کے ساتھ تسلیم کیا ہے۔

سفارشات:

1. ڈراپ شپنگ کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ سپلائر اور خریدار دونوں کے ساتھ وکالتی یا ایجنسی معاہدہ تحریری شکل میں طے کریں۔
2. اسلامی مالیاتی اداروں کو چاہیے کہ وہ اسلامی ای کامرس کے ضوابط وضع کریں، تاکہ جدید ڈیجیٹل تجارت فقہی حدود میں رہ کر فروغ پا سکے۔
3. مدارس و جامعات میں جدید تجارتی ماڈلز (جیسے ڈراپ شپنگ، افیلیئیٹ مارکیٹنگ، ڈیجیٹل سروسز) پر فقہی تحقیق کو فروغ دیا جائے۔
4. صارفین کے مفاد کے تحفظ کے لیے شفافیت، معیار، اور بروقت ترسیل کے اصولوں کو شرعی ضمانت کے تحت نافذ کیا جائے۔
5. بین الاقوامی سطح پر فقہی اداروں کو چاہیے کہ وہ ڈیجیٹل تجارت کے لیے متفقہ رہنما اصول (فقہی چارٹر) تیار کریں تاکہ امت میں وحدتِ عمل پیدا ہو۔

خلاصۂ تحقیق

زیرِ نظر مقالہ بعنوان "ڈراپ شپنگ کی شرعی حیثیت: عصری فتاویٰ کا فقہی و تجزیاتی مطالعہ "جدید ڈیجیٹل معیشت میں ابھرنے والے ایک اہم تجارتی ماڈل کے شرعی پہلوؤں کا تحقیقی و فقہی جائزہ پیش کرتا ہے۔ عصرِ حاضر میں ای کامرس کے فروغ کے ساتھ ایسے تجارتی طریقے عام ہو گئے ہیں جن میں بیچنے والا سامان اپنی ملکیت یا قبضے میں لیے بغیر فروخت کرتا ہے۔ ڈراپ شپنگ انہی جدید صورتوں میں سے ایک ہے، جس نے نہ صرف عالمی سطح پر بلکہ مسلم معاشروں میں بھی فقہی و اخلاقی سوالات کو جنم دیا ہے۔

اس تحقیق سے یہ نتیجہ سامنے آیا کہ ڈراپ شپنگ کی موجودہ صورت اگر بیچنے والے کی طرف سے بغیر ملکیت یا قبضہ حاصل کیے براہِ راست فروخت پر مبنی ہو، تو یہ شریعت کے اصول بیع مالا یملک اور بیع قبل القبض کے منافی ہونے کے باعث ناجائز قرار پاتی ہے۔ تاہم اگر بیچنے والا سپلائر یا خریدار کا وکیل یا کمیشن ایجنٹ بن کر کام کرے، یا یہ معاملہ بیعِ سلم یا استصناع کی طرز پر منظم کیا جائے، جہاں سامان، قیمت، معیار اور مدت سب واضح طور پر متعین ہوں، تو یہ طریقہ فقہی اصولوں کے مطابق جائز اور معتبر ہو جاتا ہے۔ اس طرح یہ کاروباری ماڈل فقہی ضوابط کی روشنی میں جائز حدود کے اندر رہتے ہوئے اسلامی تجارت کے اصولوں سے ہم آہنگ بنایا جا سکتا ہے۔

تحقیق کے نتیجے میں یہ امر بھی واضح ہوا کہ ڈراپ شپنگ اپنی اصل میں براہِ راست فروخت کے بجائے وکالتی یا کمیشن پر مبنی تجارت سے زیادہ مشابہ ہے، اور اگر اس میں شفافیت، دیانت، اور ضمانتِ مال کے اصولوں کی پابندی کی جائے تو شریعت اس کی اجازت دیتی ہے۔ مختلف فقہی اداروں جیسے دار العلوم کراچی، دارالافتاء مصر، اور مجمع الفقہ الاسلامی نے بھی اسی بنیاد پر اس ماڈل کو مشروط جواز کے ساتھ تسلیم کیا ہے۔

سفارشات کے طور پر تحقیق میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ڈراپ شپنگ کرنے والوں کے لیے سپلائر اور خریدار کے ساتھ واضح وکالتی معاہدے تحریری طور پر مرتب کرنا ضروری ہے تاکہ فریقین کے حقوق محفوظ رہیں۔ مزید بر آں، اسلامی مالیاتی اداروں اور فقہی مراکز کو چاہیے کہ وہ جدید تجارتی ماڈلز کے لیے اسلامی ای کامرس کے جامع ضوابط تشکیل دیں۔ حکومت اور ریگولیٹری اداروں کو بھی چاہیے کہ وہ ڈیجیٹل تجارت کے فروغ کے ساتھ اس کی شرعی تطہیر کے لیے مناسب قانونی فریم ورک فراہم کریں۔ بالآخر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ڈراپ شپنگ کا ماڈل اگر اسلامی فقہی اصولوں جیسے ملکیت، قبضہ، ضمان اور شفافیت کے تقاضوں کے مطابق منظم کیا جائے، تو یہ عصرِ حاضر کی ڈیجیٹل معیشت میں ایک جائز، اخلاقی اور پائیدار تجارتی نظام کے طور پر ابھر سکتا ہے، جو نہ صرف اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ ہے بلکہ حلال معیشت کے فروغ میں بھی مؤثر کردار ادا کر سکتا ہے۔

مصادر و مراجع:

i Kenneth C. Laudon and Carol Guercio Traver, E-Commerce 2023: Business, Technology, Society (New York: Pearson Education, 2023), 45.

ii Botto, Francis. Dictionary of e-Business: A Definitive Guide to Technology and Business Terms, 2nd ed., John Wiley & Sons, 2003, p. 21

iii ڈاکٹر محمد فیض الابرار، ضیاء الرحمٰن، آن لائن تجارت، تعارف خصائص اور فقہی احکام، 2019ء، مرکز الترجمۃ والتحقیق للاقتصاد الاسلامی، جامعہ ابی بکر کراچی، ص95

iv SaleHoo. Dropshipping Business Explained: The Complete Guide to Starting a Dropshipping Store. SaleHoo Group Limited, 2022.

[v] جعفری، سید وصی حیدر۔ ڈیجیٹل معیشت اور اسلامی تجارت .لاہور: ادارہ تحقیقات اسلامی، 2022.

[vi] West, Darrell M. *Digital Government: Technology and Public Sector Performance*. Princeton: Princeton University Press, 2005.

[vii] دارالافتاء جامعہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی کراچی، فتویٰ نمبر: 147/ 174

[viii] أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق، سنن أبي داود، محقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، ناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت، ج3، ص283

[ix] أبو عيسى، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاک، الترمذي، سنن الترمذي، ناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، طبع دوم، 1395ھ - 1975 م، ج3 ص573

[x] دارالافتاء جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی، فتویٰ نمبر: 144008200184

[xi] دارالافتاء جامعہ عثمانیہ پشاور، فتویٰ نمبر: 44961